جو فتنوں سے محفوظ، وہی سعادت مند

تحریر: عبدالرزاق البدر.........
مترجم: حبیب الرحمن حنیف،
سندر (لاہور)

جلیل القدر صحابی حضرت مقداد بن اسودؓ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی مروی ہے:

((إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ)) ترجمہ: ''سعادت مند وہی ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔''

اس حدیث مبارک کی روشنی میں اپنی اور ملت اسلامیہ کی کامیابی، خیر خواہی اور رفعت و بلندی کے خواہش مند حضرات کے ذہن میں مختلف سوالات جنم لیتے ہیں مثلاً:

☆ ....یہ سعادت مندی کیوں کر ممکن ہے؟ ☆ ....اس مقصد عظیم میں کامیابی و کامرانی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ☆ ....فتنوں سے محفوظ رہنے کیلئے وہ کون سے راہنما اصول ہیں جنھیں مشعل راہ بنا کر ایک مسلمان کیلئے فتنوں کے خطرات، ان کی ضرر رسانی اور شر سے بچاؤ ممکن ہے؟

کیونکہ کوئی بھی صاحب عقل اور سلیم الفطرت مسلمان جس کے دل میں مسلم امہ کی ذرہ بھر بھلائی اور خیر خواہی کی تڑپ موجود ہے، یہ نہیں چاہتا کہ کوئی بھی مسلمان فتنوں کی دلدل میں پھنس جائے، امت کا ایسا درد رکھنے والا اس حدیث مبارک کی روشنی میں خیر خواہی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا، فرمان نبوی ﷺ ہے:

((الدِّيْنُ النَّصِيحَةُ)) ترجمہ: ''دین (تو سراسر) خیر خواہی کا نام ہے۔''

لسانِ نبوت ﷺ سے اس فرمان کے ادا ہوتے ہی آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہؓ گویا ہوتے ہیں:

لمن یارسول الله ؟ (صلی الله علیه وسلم) ترجمہ: اے حبیب کبریا! ذرا یہ بھی وضاحت فرما دیجیے کہ دین کن لوگوں کیلئے نصیحت ہے؟'' اس سوال کے جواب میں زبان نبوت ﷺ سے ارشاد جاری ہوتا ہے:

((لِلّٰهِ وَ لِكِتَابِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) ترجمہ: ''(یہ دین نصیحت ہے) اللہ کیلئے، کتاب اللہ کیلئے، رسول اللہ ﷺ کیلئے اور ائمۃ وعامۃ المسلمین کیلئے۔''

خود اپنی اور دوسروں کی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر ممکن فتنوں سے محفوظ رہے اور حتی الوسع ان تمام کاموں سے بچنے کی کوشش کرے جن سے فتنوں میں مبتلا ہونے کا ذرّہ برابر بھی خطرہ محسوس ہو، ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچنے کیلئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔

ہم ان سطور میں چند اہم ایسے راہ نما اصول وضوابط کی نشان دہی کریں گے جن پر عمل پیرا ہونے سے اہل

اسلام کیلئے فتنوں سے بچاؤ اور آزمائشوں سے خلاصی ممکن ہے۔

۱۔ تقویٰ: فتنوں سے محفوظ رہنے اور ان کے ایمان لیوا نقصان سے بچنے کا پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر حالت میں تقویٰ کو اپنایا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۲۔۳] ترجمہ: ''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے خلاصی کی راہ نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔''

اسی طرح مزید ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهُ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ٤)
ترجمہ: ''جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے معاملات کو آسان کر دیتا ہے۔'' بہتر انجام بالآخر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں ہی کیلئے ہے۔

عہد تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں جب فتنوں نے زور پکڑا تو کچھ لوگ طلق بن حبیب تابعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''فتنوں کا دور دورہ ہے، بتلایئے کہ ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟''

طلقؒ نے فرمایا: (اتقوھا بالتقوٰی) ترجمہ: فتنوں سے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے اور وہ تقویٰ ہے۔'' حاضرین دوبارہ گویا ہوئے: ''تقوے کی مختصر اور اجمالی تعریف فرما دیں۔''

طلقؒ نے جواب میں فرمایا: (تقوٰی اللّٰہ عمل بطاعة اللّٰہ ، علی نور من اللّٰہ ، رجاء رحمة اللّٰہ ، و ترك معصية اللّٰہ علی نور من اللّٰہ ، خیفة عقاب اللّٰہ)۔ ''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ یہ ہے کہ اس کے حکموں پر عمل کرنا وحی الٰہی کی روشنی میں اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے، اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے وحی الٰہی کی روشنی میں گناہوں کو چھوڑ دینا۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کسی زبانی کلمے یا دعوے کا نام نہیں، بلکہ تقویٰ ایک مستقل جستجو اور کوشش کا نام ہے، یہ انسانی جسم میں اس نفسیانی تبدیلی کا نام ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال کے ذریعے اس کی اطاعت اور تقرب حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

مذکورہ جواب کے مطابق حصول تقویٰ کیلئے فرائض و واجبات کو بجالانا اور معاصی و منکرات سے اجتناب ضروری ہے۔ جو آدمی ان ہدایات پر عمل کر کے اپنی زندگی گزارے گا تو خوش نصیبی اور خیر انجامی اس کا مقدر بنے گی، [ان شاء اللہ العزیز]

۲۔قرآن وحدیث کی پابندی: فتنوں سے محفوظ رہنے کیلئے دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھام لیا جائے، کیونکہ دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کا واحد راستہ کتاب و سنت سے مضبوط تعلق ہے، امام دارالہجرۃ، امام مالکؒ فرماتے ہیں: (السنة سفينة نوح فمن ركبها نجا ومن تركها غرق و هلك)۔ ''سنت رسول اللہ ﷺ کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے جو اس پر سوار ہوگا نجات پا جائے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا ہلاکت اور غرقابی اس کا مقدر ہوگی۔''

جو کلمہ گو اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ڈھال لیتا ہے اس کے نتیجے میں حکمت اس کے کلام کا حصہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ وہ فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔..... حضرت عرباض بن ساریہؓ رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

(اِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)

''میرے بعد تم بہت زیادہ اختلافات پاؤ گے، ایسے میں تم پر میری سنت اور میرے بعد راہ ہدایت اختیار کرنے والے خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے، اسے مضبوطی سے تھام لینا بلکہ جبڑوں میں دبا لینا، اور یاد رکھو! دین میں نئے کام ایجاد نہ کر لینا کیونکہ دین میں ہر نو ایجاد کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس حدیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوا کہ اختلاف و فتن کے دور میں سلامتی اور نجات کا واحد ذریعہ صرف اور صرف سنت نبویہ سے مضبوط تعلق ہے، نیز بدعات اور خواہشات سے مکمل اجتناب کرے، اپنی تمام حرکات و سکنات اور زندگی کے تمام معاملات میں سنت نبویہ ہی سے رہنمائی حاصل کرے۔ جو آدمی اس طریق حیات کو اپنائے گا وہ ان شاء اللہ تمام شرور، فتنوں اور آزمائشوں سے بچا لیا جائے گا۔ اس کے برعکس جو آدمی خواہشات کی لگام ڈھیلی کر دے گا، بدعات کو اپنا امام بنا لے گا وہ خود اپنے لئے اور اللہ کے بہت سے بندوں کیلئے بڑے بڑے خطرات کا باعث ہوگا۔

۳۔جلد بازی سے اجتناب: فتنوں سے بچنے کیلئے تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ روزمرہ امور میں

عجلت اور جلد بازی سے بچتے ہوئے سمجھ داری اور سوچ و بچار کا رویہ اپنایا جائے، کوئی بھی قدم اٹھاتے وقت اس کے انجام کو ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ جلد بازی میں خیر نہیں ہوتی، جب کہ سنجیدگی اور سمجھ داری ہمیشہ خیر و برکت کا سبب ہوتی ہے۔ معاملات میں جلد بازی سے کام لینے والے کیلئے دائمی پچھتاوا تو یقینی ہے، اس کے برعکس سوچ و بچار کے ساتھ اور انجام کو پیش نظر رکھ کر ادا کیے گئے معاملات میں پریشانی کا سامنا کم ہوتا ہے اور ایسا انسان دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے، جلیل القدر صحابی رسول عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: ''آنے والے زمانے میں تمہارا واسطہ متشابہ امور سے پڑنے والا ہے، ان حالات میں تم متانت اور سنجیدگی اختیار کرنا، کیونکہ شر اور برائی کے کاموں کی قیادت کرنے سے بہتر ہے کہ اچھے کاموں کو کسی کے تابع ہو کر ہی سرانجام دیا جائے۔''

اپنے معاملات میں جلد بازی اختیار کرنے والے اور سنجیدگی و متانت کو نظر انداز کر دینے والے لوگ اپنا تو نقصان کرتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ اوروں پر بھی ابتلا و آزمائش کے بند کھول دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ صرف اپنی ناکامی کے ہی ذمہ دار نہیں ٹھہرتے ہیں بلکہ نادانستہ طور پر دوسروں کے گناہوں میں بھی برابر حصہ دار بنتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کے حق میں بھلائی کا آغاز کرنے والے اور برائی کا اختتام کرنے والے ہوتے ہیں، (اس کے برعکس) کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جن کے ہاتھوں سے برائی کا آغاز ہوتا ہے اور وہ بھلائی کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیتے ہیں۔ پس ایسے شخص کیلئے (جنت کی) خوشخبری ہے جس کے ہاتھوں بھلائی کا آغاز ہو اور برائی ختم ہو جب کہ اس شخص کیلئے تباہی اور ہلاکت ہے جس کی وجہ سے برائی، آزمائش اور فتنے جنم لیتے ہیں۔''

ایک صاحب عقل اور سلیم الفطرت انسان ہر کام کرنے سے پہلے اس کے انجام اور انتہا پر غور و فکر کرتا ہے، انتہائی بردباری، متانت اور سنجیدگی سے اپنے کام کو سرانجام دیتا ہے، عجلت اور جلد بازی سے ہمیشہ کنارہ کش رہتا ہے، کیونکہ وہ اس حقیقت سے بہ خوبی آگاہ ہوتا ہے کہ جلد بازی کا انجام ہمیشہ بھیانک ہوا کرتا ہے۔

۴۔ اجتماعیت: فتنوں سے محفوظ رہنے کیلئے چوتھا ذریعہ یہ ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں کے اجتماعی دھارے میں رہا جائے، اختلاف اور فرقہ بندی سے ہر ممکن دور رہا جائے، کیونکہ فرقہ بندی فساد جبکہ مسلمانوں کی اجتماعیت رحمت ہے۔ جماعت کی برکت سے باہمی رابطہ مضبوط ہوتا ہے، مخالفین کے دلوں پر دھاک اور ہیبت بیٹھ جاتی ہے، سب

سے بڑھ کر یہ کہ اجتماعیت ہی مسلمانوں کی وحدت کا ثبوت ہے۔

جماعت ہی ایک ایسا مؤثر رابطہ ہے جس کے ذریعے نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں باہم تعاون کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ دنیا و آخرت کی بہتری کا سبب ہے، اس کے برعکس اختلاف جماعت سے متعدد برائیاں جنم لیتی ہیں، جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے بارہا جماعت سے جڑنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تاکید فرمائی، آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

(اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ) "جماعت باعثِ رحمت اور فرقہ بندی موجبِ عذاب ہے۔"

ایک اور موقعے پر آپ ﷺ نے فرمایا: (عَلَيْكُم بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ) "جماعت سے چمٹے رہو اور تفرقہ بازی سے بچو۔" نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ) "جماعت کو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔" ایک اور جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: (لَاتَخْتَلِفُوْا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا) "اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ (باہمی) اختلافات کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے۔"

۵۔ اہل علم سے تعلق: فتنوں کے شر سے بچنے کیلئے پانچویں اہم بات یہ ہے کہ دینی مسائل کو سمجھنے کیلئے ایسے پختہ کار اہل علم سے رابطہ کیا جائے جو دین پسند ہی نہیں دین پابند بھی ہوں، جنھوں نے علم دین سیکھنے سکھانے کیلئے زندگی کا ایک حصہ صرف کیا ہو، عامۃ الناس میں ان کے علم و عمل کی وجہ سے نمایاں مقام و مرتبہ ہو۔ وہ علم کی حکمت، دانائی اور حلم و بردباری جیسے اہم اوصاف سے بھی متصف ہوں اور انجام کار پر بھی گہری نظر رکھتے ہوں۔ چنانچہ ایسے ہی سعادت مند علماء کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی ہے:

(اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِهِمْ) "برکت اکابر (علماء) سے سوال کرنے میں ہے۔"

رب تعالیٰ نے خود بھی ایسے ہی علما سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴾ [النساء: ۸۳]

"اور جب انہیں امن یا خوف کی کوئی خبر ملی تو انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر وہ ایسی بات کو رسول اللہ ﷺ اور اپنے اصحاب فیصلہ کے حوالے کر دیتے تو یقیناً وہ لوگ اس بات کی حقیقت کو معلوم کر

لیتے جواُن میں سے اس کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو چند ایک کے سوا تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔"

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ جو افراد معاملات کو علمائے کرام کے حوالے کر دیتے ہیں وہ فتنے سے محفوظ رہتے ہیں اور اپنی عاقبت کو بہتر بنا لیتے ہیں۔

۶۔ دعا کا اہتمام: فتنوں سے بچاؤ کا چھٹا اور اہم ترین عمل یہ ہے کہ اللہ رب العزت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرلیا جائے اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکسار سے دعائیں کی جائیں، کیونکہ دعا دنیا و آخرت میں کامیابیوں کی شاہ کلید ہے، چنانچہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ تمام مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی آزمائشوں سے محفوظ فرمائے۔

اسی طرح فتنوں میں مبتلا ہونے سے بھی ہر وقت اللہ کی پناہ کا طالب رہنا چاہیے، کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا اور اس کی پناہ طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے اور اس کی مرادوں کو پورا کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نہ ایسے آدمی کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کی دعا کو رس کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾[البقرة: ١٨٦]

"اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں قریب ہوں، جب بھی مجھے کوئی پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں، تو انہیں بھی چاہیے کہ مجھ سے فریاد کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔"

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے پیارے ناموں اور اعلیٰ صفات کے واسطے سے سوال کرتے ہیں کہ وہ جملہ اہل اسلام کو ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ فرمائے، ان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ان کی آخرت کو بہتر بنائے، (آمین)

انه سبحانهٗ سميع الدعآء وهو اهل الرجآء وهو حسبنا ونعم الوكيل.

(بہ شکریہ: "امتی" کویت، العدد: ۱۰)